روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10
الفضل
ایڈیٹر : عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
پیر 11 جنوری 2010ء 24 محرم 1431 ہجری 11 صلح 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 8

ترکوں سے جنگ کی پیشگوئی

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ساعت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم ایسے لوگوں سے نہ لڑو جن کے جوتے بالوں سے بنے ہوں گے- اور ترکوں سے نہ لڑو جن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ اور ناک چپٹے ہونگے-

﴿صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ حدیث نمبر 3322﴾

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نہایت کریم ورحیم ہے جو شخص اس کی طرف صدق اور صفا سے رجوع کرتا ہے وہ اس سے بڑھ کر اپنا صدق وصفا اس سے ظاہر کرتا ہے۔اس کی طرف صدق دل سے قدم اٹھانے والا ہرگز ضائع نہیں ہوتا۔خدا تعالیٰ میں بڑے بڑے محبت اور وفاداری اور فیض اور احسان اور کرشمہ خدائی دکھلانے کے اخلاق ہیں مگر وہی ان کو پورے طور پر مشاہدہ کرتا ہے جو پورے طور پر اس کی محبت میں محو ہو جاتا ہے۔اگرچہ وہ بڑا کریم ورحیم ہے مگر غنی اور بے نیاز ہے۔اس لئے جو شخص اس کی راہ میں مرتا ہے وہی اس سے زندگی پاتا ہے۔اور جو اس کے لئے سب کچھ کھوتا ہے اسی کو آسمانی انعام ملتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنے والے اس شخص سے مشابہت رکھتے ہیں جو اول دور سے آگ کی روشنی دیکھے اور پھر اس سے نزدیک ہو جائے یہاں تک کہ اس آگ میں اپنے تئیں داخل کر دے اور تمام جسم جل جائے اور صرف آگ ہی باقی رہ جائے۔اسی طرح کامل تعلق والا دن بدن خدا تعالیٰ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ محبت الٰہی کی آگ میں تمام وجود اس کا پڑ جاتا ہے اور شعلۂ نور سے قالب نفسانی جل کر خاک ہو جاتا ہے اور اس کی جگہ آگ لے لیتی ہے یہ انتہا اس مبارک محبت کا ہے جو خدا سے ہوتی ہے۔ یہ امر کہ خدا تعالیٰ سے کسی کا کامل تعلق اس کی بڑی علامت یہ ہے کہ صفات الٰہیہ اس میں پیدا ہو جاتی ہیں اور بشریت کے رذائل شعلۂ نور سے جل کر ایک نئی ہستی پیدا ہوتی ہے اور ایک نئی زندگی نمودار ہوتی ہے جو پہلی زندگی سے بالکل مغائر ہوتی ہے اور جیسا کہ لوہا جب آگ میں ڈالا جائے اور آگ اس کے تمام رگ وریشہ میں پورا غلبہ کر لے تو وہ لوہا بالکل آگ کی شکل پیدا کر لیتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ آگ ہے گو خواص آگ کے ظاہر کرتا ہے۔اسی طرح جس کو شعلۂ محبت الٰہی سر سے پیر تک اپنے اندر لیتا ہے وہ بھی مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ خدا ہے بلکہ ایک بندہ ہے جس کو اس آگ نے اپنے اندر لے لیا ہے اور اس آگ کے غلبہ کے بعد ہزاروں علامتیں کامل محبت کی پیدا ہو جاتی ہیں کوئی ایک علامت نہیں ہے تا وہ ایک زیرک اور طالب حق پر مشتبہ ہو سکے بلکہ وہ تعلق صدہا علامتوں کے ساتھ شناخت کیا جاتا ہے۔منجملہ ان علامات کے یہ بھی ہے کہ خدائے کریم اپنا فصیح اور لذیذ کلام وقتاً فوقتاً اس کی زبان پر جاری کرتا رہتا ہے جو الٰہی شوکت اور برکت اور غیب گوئی کی کامل طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک نور اس کے ساتھ ہوتا ہے جو بتلاتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے ظنی نہیں ہے۔اور ایک ربانی چمک اس کے اندر ہوتی ہے اور کدورتوں سے پاک ہوتا ہے اور بسا اوقات اور اکثر اور اغلب طور پر وہ کلام کسی زبردست پیشگوئی پر مشتمل ہوتا ہے اور اس کی پیشگوئیوں کا حلقہ نہایت وسیع اور عالمگیر ہوتا ہے اور وہ پیشگوئیاں کیا باعتبار کمیت اور کیا باعتبار کیفیت بے نظیر ہوتی ہیں کوئی ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔اور ہیبت الٰہی ان میں بھری ہوئی ہوتی ہے اور قدرت تامہ کی وجہ سے خدا کا چہرہ ان میں نظر آتا ہے اور اس کی پیشگوئیاں نجومیوں کی طرح نہیں ہوتیں بلکہ ان میں محبوبیت اور قبولیت کے آثار ہوتے ہیں اور ربانی تائید اور نصرت سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔

﴿حقیقۃ الوحی- روحانی خزائن جلد 22 ص 16﴾

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2009ء

دینی علوم کو عام کرنے کے لئے وقف عارضی کی تحریک میں شرکاء کی تعداد کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔

﴿ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ﴾

داخلہ عربی وانگلش لینگوئج کورس

وقف نو لینگوئج انسٹیٹیوٹ لوکل انجمن احمدیہ ربوہ میں 2010ء کے پہلے سیشن کا آغاز ہو رہا ہے۔جس میں مندرجہ ذیل لینگوئج کورسز کروائے جائیں گے۔

☆ انگلش لینگوئج کورس، لیول 2 برائے طالبات
ایف اے تا ایم اے

☆ انگلش لینگوئج کورس لیول 2 برائے طلباء
ایف اے تا ایم اے

☆ عربی زبان کا کورس لیول 1 طلباء وطالبات
پنجم تا ہشتم

خواہشمند طلباء وطالبات مورخہ 13 جنوری 2010ء کو عصر تا مغرب انسٹیٹیوٹ واقع بیت نصرت دارالرحمت وسطی تشریف لا کر اپنی رجسٹریشن کروالیں۔ مزید معلومات کیلئے فون نمبر 0476011966 پر رابطہ کریں۔

﴿انچارج وقف نو لینگوئج انسٹیٹیوٹ ربوہ﴾

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب

بانی تحریک جدید سیدنا حضرت مصلح موعود کے ارشادات کی روشنی میں

تحریک جدید کی اہمیت

خدا تعالیٰ کی تحریک

''میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے جماعت کے دوستوں میں ہمت پیدا کرے گا اور پھر جو کوتاہی رہ جائے گی اسے وہ اپنے فضل سے پوری کرے گا۔ یہ اسی کا کام ہے اور اسی کی رضا کیلئے میں نے یہ اعلان کیا ہے۔'' زبان گو میری ہے مگر بُلاوا اُسی کا ہے''۔

پس مبارک ہے وہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بلاوا سمجھ کر ہمت اور دلیری سے آگے بڑھتا ہے اور خدا تعالیٰ رحم کرے اس پر جس کا دل بزدلی کی وجہ سے پیچھے ہٹتا ہے''۔ (الفضل 28 نومبر 1944ء)

سب کچھ قربان کردو

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے قرب میں بڑھنے کا تحریک جدید کے ذریعہ جو عظیم الشان موقع عطا فرمایا ہے اُس کو ضائع مت کرو۔ آگے بڑھو اور خدا تعالیٰ کے اُن بہادر سپاہیوں کی طرح جو جان و مال کی پروا نہیں کیا کرتے اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کردو اور دنیا کو یہ نظارہ دکھادو کہ بے شک دنیا میں دنیاوی کامیابیوں اور عزتوں کیلئے قربانی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں۔ لیکن محض خدا کیلئے قربانی کرنے والی جماعت آج دنیا کے پردہ پر سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی نہیں اور وہ اس قربانی میں ایسا امتیازی رنگ رکھتی ہے۔ جس کی مثال دنیا کی کوئی اور قوم پیش نہیں کرسکتی''۔ (الفضل یکم دسمبر 1943ء)

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ذریعہ

''یاد رکھو تحریک جدید اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ایسا موقع نہ سینکڑوں سال پہلے کسی کو ملا ہے نہ آئندہ ملے گا''۔

(الفضل 17 دسمبر 1945ء)

خدا کی رضا کے لئے کھڑے ہوجائیں

''ہماری جماعت کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جس کام کیلئے ہم کھڑے کئے گئے ہیں وہ کام بے دریغ قربانی چاہتا ہے۔ جب تک ہم بے دریغ قربانی کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے (دین حق) اپنے حق کو واپس نہیں لے سکتا...... پس ہم تھوڑے سے لوگ جو اتنے بڑے کام کیلئے کھڑے ہوئے ہیں۔ جب تک اپنی تمام طاقتوں کو مجنونوں کی طرح نہ لگا دیں اور دیوانوں کی طرح ہر ایک قربانی کرنے کیلئے تیار نہ ہوں اُس وقت تک یہ کام ہمارے ہاتھوں سے ہونا مشکل ہے''۔

(الفضل 6 دسمبر 1944ء)

تمہارا رب بلاتا ہے

''تم جانتے ہو کہ تمہیں کس کی آواز بلا رہی ہے؟ میری نہیں، کسی اور انسان کی نہیں، کسی اور بشر کی نہیں بلکہ عرش پر بیٹھے ہوئے خدا نے ایک آواز بلند کی ہے۔ تمہیں پیدا کرنے والا رب تمہیں اپنے دین کی قربانی کے لئے بلاتا ہے''۔ (الفضل 5 فروری 1946ء)

رفتار تیز رکھیں

''مومن کو اپنے کاموں میں ہوشیار رہنا چاہئے اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں جلدی اور احتیاط سے کام کرنا چاہئے۔ احتیاط اس لئے کہ اگر ہم اپنے اندازے میں غلطی کر جائیں اور کام کے بعض پہلو ترک کردیں تو ہمیں صحیح نتیجہ کی امید نہیں ہوسکتی اور جلدی اس لئے کہ یہ زمانہ جلدی کرنے کا ہے۔ دنیا دوڑ رہی ہے۔ جب تک ہم دنیا کے ساتھ ایسی رفتار کے ساتھ نہ دوڑیں کہ ہماری رفتار اُس سے تیز ہو اُس وقت تک ہمیں کسی اچھے نتیجہ کی امید نہیں ہوسکتی''۔

(الفضل 11 دسمبر 1954ء)

قدم آگے بڑھائیں

''خدا تعالیٰ نے تمہارے اندر ایسی روح پیدا کردی ہے کہ تم نے بہرحال بڑھنا ہے۔ چاہے تمہارا ارادہ اور عزم ساتھ شامل ہو یا نہ ہو۔ پھر جس طرح یہ نہیں ہوسکتا کہ پانچ چھ سال کے بچہ کا لباس آٹھ نو سال کی عمر کے بچہ کو پورا آسکے اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ تمہارے پچھلے سال کا چندہ اگلے سال کیلئے کافی ہو۔ جب تک تم پہلے سے زیادہ قربانی نہیں کروگے۔ جب تک تم اپنے چندے کو پہلے سالوں سے زیادہ نہیں بڑھاؤ گے۔ جب تک تم چندہ دینے والوں کی تعداد ہر سال بڑھاتے نہیں جاؤ گے تمہارا لباس تمہارے جسم پر بے جوڑ معلوم ہوگا ــــــــــ۔ اگر تمہاری شہرت کے مقابلہ میں تمہارا کام اور تمہارا چندہ کم ہو تو سب دیکھنے والوں کو تمہارا یہ عیب نظر آئے گا۔ تمہارا کام آج ہر قوم کے سامنے ہے''۔

(الفضل 11 دسمبر 1954ء)

عزت کا طریق

''اگر تم اپنوں اور بیگانوں میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ تم حوصلہ اور ہمت سے کام کرو۔ اگر تم خدا تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کروگے تو خدا تعالیٰ تمہیں اور دے گا۔۔۔ اگر کوئی شخص مالی لحاظ سے یا ایمان کے لحاظ سے کمزور بھی ہو تو اسے چاہئے کہ بناوٹ سے ہی ساتھ چلتا چلا جائے''۔ (الفضل 11 دسمبر 1954ء)

روحانی جوانی!

''روحانی طور پر یہ زمانہ تمہارے لئے اس قدر مبارک ہے کہ اگر تم یہ دعائیں کرتے رہو کہ تم بوڑھے نہ ہو تو تمہارا جوانی کا زمانہ ہمیشہ قائم رہے گا ـــــ۔ روحانی جوانی کو تم سینکڑوں، لاکھوں بلکہ کروڑوں سال تک بھی قائم رکھ سکتے ہو۔ اس کا نمونہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگلے جہان میں جو جنت ملے گی اس میں کوئی بوڑھا نہیں ہوگا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر کوئی قوم جوان رہنا چاہتی ہے تو اس پر بڑھاپا نہیں آتا پس اگر تم جوان رہنا چاہتے ہو تو تمہیں ہر روز اپنی قربانی بڑھانی پڑے گی۔ اگر تمہیں ایسا کرتے ہوئے بشاشت محسوس نہیں ہوتی تو تم خدا تعالیٰ کی خاطر بناوٹ کے طور پر ہی اپنی قربانی کو بڑھاؤ۔ اگر تم ایسا کروگے تو اگلے سال تمہیں سچے دل سے خدا کی خاطر قربانی کرنے کی توفیق مل جائے گی''۔

(روزنامہ الفضل 11 دسمبر 1954ء)

عہد کو نباہنا ایک فرض ہے

''اگر کوئی اپنی مرضی سے کوئی چندہ لکھاتا ہے اور کسی قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ اپنے عہد کو نباہے خواہ کس قدر ہی تکلیف ہو اور یقین رکھے کہ خدا تعالیٰ کیلئے موت قبول کر کے انسان موت کا شکار نہیں ہوتا بلکہ موت سے محفوظ ہوجاتا ہے''۔ (الفضل 6 مئی 1937ء)

مبارک ہیں وہ

''مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ اُن کا نام ادب اور احترام سے (دین حق) کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے''۔ (الفضل 30 نومبر 1939ء)

تحریک جدید میں شمولیت کی اہمیت اور دعا

''اگر تمہیں ابھی تک تحریک جدید میں حصہ لینے کی توفیق نہیں ملی تو اللہ تعالیٰ تمہیں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور تمہارے دلوں کی گرہیں کھول دے اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس میں حصہ لینے کی توفیق تو دی ہے لیکن تم نے اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ نہیں لیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں بشاشت ایمان عطا فرمائے تا تم اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ لے سکو اور اگر تم نے حصہ لیا تھا اور اپنی حیثیت کے مطابق لیا تھا لیکن اپنی کسی شامت اعمال کی وجہ سے یا کسی مجبوری کی وجہ سے تم اپنا وعدہ پورا نہیں کرسکے تو اللہ تعالیٰ تمہاری شامت اعمال اور مجبوریاں دور کرے اور تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق بخشے''۔

(الفضل 23 نومبر 1954ء)

اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو بشاشت ایمان، اپنا قرب، روحانی جوانی اور حضور کے منشاء کے مطابق تحریک جدید میں شمولیت، وعدہ اور وعدہ کی ادائیگی کی توفیق بخشے۔ (آمین)

جیل میں امام بنالیا

حضرت مولانا ظہور حسین صاحب بخارا کو جاسوسی کے الزام میں روس کی جیلوں میں غیر انسانی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا مگر انہوں نے وہاں بھی عبادت کا جھنڈا سربلند رکھا۔ وہ اپنی آپ بیتی میں تحریر فرماتے ہیں:

میں دن رات بس اللہ تعالیٰ سے ہی دعائیں مانگتا اور حسب عادت رات کو تہجد کے لئے اٹھتا۔ صبح کے وقت نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کرتا اور سورج طلوع ہونے کے بعد دو نفل ادا کرتا اور اللہ کریم سے اپنی حفاظت اور بچاؤ کی دعا مانگتا۔

اشک آباد جیل خانہ میں بہت سے ترک قیدی تھے۔ وہ مجھے روزانہ نماز پڑھتے اور قرآن شریف کی تلاوت کرتے دیکھتے تھے اور ان میں سے بہتوں کو مجھ سے شدید محبت ہوگئی۔

تاشقند جیل میں بہت سے مسلمان قیدی تھے انہوں نے مجھے اپنا امام منتخب کرلیا اور سب میری اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے۔ بخارا جیل میں حکومت کے کارندوں کو عاجز پر اس قدر شک تھا کہ رات کو جب میں تہجد کے لئے اٹھتا اور نماز پڑھتا تو باہر جو سپاہی پہرہ پر مقرر ہوتا وہ کھڑکی سے اٹھ کر مجھے دیکھ کر شک کرتا کہ یہ بھاگنے کی تیاری کر رہا ہے۔ اور چونکہ میری جگہ کمرہ میں کھڑکی کے ساتھ تھی اس لئے وہ میری حرکات بآسانی نوٹ کر لیتا تھا۔ دوسرے دن وہ صبح اپنے افسر کو اس امر کی اطلاع دیتا اور ایک دو افسر اسی کمرہ کے دروازہ اور کھڑکی کو غور سے دیکھتے کہ کہیں یہ بھاگ تو نہیں سکے گا۔ چنانچہ میرا ساتھی مجھے کہتا کہ یہ تیری نماز کو جو رات کو اٹھ کر پڑھتا ہے شک کی نظر سے دیکھتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں قید خانہ سے بھاگنے کی کوشش تو نہیں کرتا''

(مولوی ظہور حسین مجاہد اول روس و بخارا مولفہ کریم ظفر ملک۔ ناشر سلیم ناصر ملک صفحات 44, 41,56,47)

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ۞ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۞ مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) ۞ قیمت 5 روپے

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب

حضرت عمر فاروق رضؓ

(قسط اول)

نام ونسب

آپ کا نام عمر تھا۔ قد لمبا، رنگ گندمی، داڑھی گھنی، جسم مضبوط، آنکھیں سرخی مائل تھیں۔ والد خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ اور والدہ حنتمہ بنت ہاشم مخزومیہ ابوجہل کی عم زاد تھیں۔ بعض روایات میں حنتمہ بنت ہشام آیا ہے جو ابوجہل کی بہن تھیں۔ قد لمبا تھا، رنگ سرخی مائل سفید اور جسم بھاری مضبوط تھا۔ نسب آٹھویں پشت میں نبی کریم ﷺ سے مل جاتا ہے آپ کے خاندان بنوعدی کے سپرد جھگڑوں کے فیصلے اور سفارت کا منصب تھا۔

(اسد الغابہ جز4 ص52، استیعاب جلد3 ص236)

حضرت عمرؓ بن الخطاب 13 عام الفیل میں پیدا ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے عمر میں تیرہ سال چھوٹے تھے قریش کے معزز خاندان سے تعلق تھا۔ حضرت عمرؓ شرفائے عرب میں رائج الوقت فنون تیر اندازی، شہسواری سے خوب واقف تھے۔ مکہ کے قریب عکاظ کے میلے میں کشتی جیتا کرتے تھے۔

(ابن سعد جلد3 ص325)

وہ اُس زمانے کے چند گنتی کے لوگوں میں سے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ عرب کے دستور کے مطابق آپ نے بھی اپنے لئے تجارت کا ذریعہ معاش اپنایا۔ اس سلسلے میں کئی ممالک کے سفر کیے اور ان سے بہت کچھ سیکھا۔ آپ کی عمر 27 برس ہوگی کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلانِ رسالت فرمایا۔ بادیٔ النظر میں عمر جیسے آزاد منش نوجوان کو یہ اجنبی پیغام اپنے اور اہل وطن کے مزاج کے خلاف نظر آیا اور وہ اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگئے۔

قبول اسلام

حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کا واقعہ بہت معروف ہے۔ پہلے پہل وہ سخت نفرت اور تعصب کا اظہار کرتے رہے۔ جو لوگ مسلمان ہو رہے تھے ان پر سخت مظالم توڑے۔ جب دیکھا کہ ان کا جبر اور سختی لوگوں کو اسلام سے پیچھے نہیں ہٹا سکا تو ایک روز آنحضرت ﷺ کے قتل کے ارادہ سے گھر سے نکلے۔ اُدھر رحمۃ للعالمینؐ کا یہ حال تھا کہ عمر کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعائیں کررہے تھے کہ اے اللہ! ابوجہل بن ہشام اور عمر بن الخطاب میں سے جو تجھے زیادہ پسند ہے اسے اسلام کی آغوش میں لے آ۔

(ترمذی کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ)

دراصل یہی دونوں سردار مکہ اسلام مخالف قیادت کے بڑے لیڈر تھے۔ آنحضرت ﷺ کی دعائیں رنگ لائیں اور عمرؓ میں رفتہ رفتہ تبدیلی آنے لگی۔

حضرت عمرؓ کا اپنا بیان ہے کہ ”قبول اسلام سے پہلے ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا تو آپؐ بیت اللہ میں سورۃ الحاقہ کی تلاوت کر رہے تھے میں اس کلام کی حسن وخوبی پر متعجب ہوا اور دل میں کہا کہ ”یہ شخص شاعر نہیں ہوسکتا اسی وقت سے اسلام میرے دل میں گھر کر گیا۔“

(مجمع الزوائد جلد9 ص62)

دراصل رسول اللہ ﷺ کی دعا سے تقدیر الٰہی حرکت میں آچکی تھی۔ حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کا فوری سبب وہ واقعہ ہوا جب وہ تلوار سونتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے قتل کے ارادے سے گھر سے نکلے۔ راستے میں نعیم بن عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا میں اس فتنہ کا سدّ باب کرنے اور بانی اسلام کے قتل کے ارادے سے نکلا ہوں۔ اس نے کہا پہلے اپنے بہن اور بہنوئی کی تو خبر لو، جو مسلمان ہوچکے ہیں۔ وہ اسی حالت میں سیدھا اپنی بہن فاطمہؓ کے گھر چلے گئے۔ قریب پہنچے تو قرآن شریف کی آواز سنائی دی۔ گھر میں داخل ہوکر کہنے لگے ”جو کلام تم پڑھ رہے تھے پہلے وہ سناؤ“ جب انہوں نے کچھ پس وپیش کی تو وہ حالت جوش میں بہنوئی سے دست وگریبان ہو گئے۔ بہن چھڑانے کے لئے بیچ میں آئیں تو ان کا بھی لحاظ نہ رہا اور اس طرح اپنی بہن اور بہنوئی کو لہولہان کر بیٹھے۔ اور انہیں کہا ”اس دین سے واپس لوٹ آؤ“۔ حضرت فاطمہؓ بھی آخر حضرت عمرؓ کی بہن تھیں۔ نہایت استقامت سے بولیں ”یہ نہیں ہوسکتا۔ اے عمر! تم جو چاہو کرگزرو جتنا مرضی ظلم ڈھالو اب تو اسلام میرے دل میں گھر کرچکا ہے۔“ حضرت عمرؓ ایک طرف اپنی بہن کی حالت زار دیکھ کر پشیمان تھے تو دوسری طرف انکا آہنی عزم اور استقلال دیکھ کر حیران! آخر عمرؓ کا دل پسیج گیا۔ کہنے لگے ”اچھا مجھے کچھ قرآن تو سناؤ“۔ اس پر سورۃ طٰہٰ یا سورۃ حدید کی کچھ آیات آپ کو سنائی گئیں جو اللہ تعالیٰ کی توحید، عظمت و جبروت اور تسبیح وتحمید پر مشتمل تھیں۔ ان آیات نے حضرت عمرؓ کے دل پر بجلی کا سا اثر کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی بہن کو جسے زدوکوب کر کے خون آلود کرچکے تھے، رات کے پہلے حصّہ میں بھی یہ پڑھتے سنا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق:2) اور رات کے آخری حصّہ میں بھی۔ علی الصبح آپ تلوار ہاتھ میں لیے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دارارقم میں حاضر ہوگئے۔ جب دروازہ پر دستک ہوئی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عمر کو آنے دو۔ حضرت حمزہؓ کہنے لگے ”اگر وہ غلط ارادے سے آئے ہیں تو انہی کی تلوار سے ان کا کام تمام کر دیا جائے گا“۔ حضرت عمرؓ اندر آئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ”عمر! کس ارادہ سے آئے ہو؟“ عرض کیا ”اسلام قبول کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔“ پھر انہوں نے اسی وقت اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دی تو آنحضرت ﷺ نے خوشی سے باآواز بلند نعرہ تکبیر بلند کیا۔

(مجمع الزوائد جلد9 ص62)

یہ پہلا نعرہ تکبیر تھا جو مسلمانوں نے مکہ میں حضرت عمرؓ کے ہم آواز ہوکر بلند کیا، جس کی آواز بطحا کی پہاڑیوں میں گونجی۔ حضرت عمرؓ کا زمانہ اسلام ساتویں سال نبوت کے قریب بنتا ہے۔

ابتلاء میں استقامت

اس وقت تک چالیس کے قریب لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوچکے تھے۔ اس زمانہ میں اسلام کا اعلانیہ اظہار ظلم اور مصائب کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ حضرت عمرؓ نے دانستہ طور پر مکہ کے سب سے زیادہ خبریں پھیلانے والے جمیل جمحی کو اپنے مسلمان ہونے کا بتایا تاکہ ان کے اسلام کا چرچا ہو اور روٴسائے مکہ کو بھی پتہ چلے۔ حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کی خبر کا اڑنا تھا کہ ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ مشرکین بکثرت ان کے گھر کے گرد جمع ہوئے۔ وہ نعرے لگا رہے تھے کہ عمر بے دین ہوگیا۔ عمر صابی ہوگیا۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے ”نہیں میں مسلمان ہوا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔“ اس دوران کئی دفعہ مشرکین سردار آپؓ پر حملہ آور ہوئے۔ ایک دفعہ عتبہ آپ سے گتھم گتھا ہوگیا۔ کفار کے پورے مجمع کے مقابل پر حضرت عمرؓ نے بسا اوقات پورا پورا دن ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ جو حملہ آور ان کے قریب آتا اسے پکڑ لیتے۔ حضرت عمرؓ نے اس موقع پر اعلانیہ کہا کہ ”اگر ہم مسلمان تین سو افراد ہوگئے تو اے مشرکو! یا تمہیں مکہ کو چھوڑنا ہوگا یا ہم اسے تمہارے لئے چھوڑ دیں گے۔“ حضرت عمرؓ کے رشتے کے ماموں عاص بن وائل کو اس شدید مخالفت کا پتہ چلا تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو اپنی پناہ میں لینا چاہا۔ حضرت عمرؓ جیسے بہادر انسان نے گوارا نہ کیا کہ ان کے کمزور مسلمان بھائی تو ماریں کھائیں اور صبر سے مظالم برداشت کریں اور وہ حالات کا مقابلہ کرنے کی بجائے اپنے طاقتور رشتہ داروں کی پناہ لے لیں۔ انہوں نے حالات کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی اور آنحضرت ﷺ سے درخواست کی کہ خانہ کعبہ جاکر اعلانیہ نماز ادا کی جائے۔ آنحضرتؐ مسلمانوں کو ہمراہ لے کر حضرت عمرؓ کے ساتھ صحن کعبہ میں پہنچے اور وہاں نماز ادا کی گئی۔ مکہ میں یہ پہلا موقع تھا جب مسلمانوں نے اعلانیہ اسلام کا اظہار کیا۔ رسول خدا ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ”فاروق“ کا لقب عطا فرمایا۔ یعنی حق وباطل میں فرق کرنے والا وجود۔

(اسد الغابہ جلد4 ص57 والاصابہ جلد2 ص519، البدایہ جلد3 ص30، 82)

ہجرت مدینہ

جب مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت ہوئی تو حضرت عمرؓ نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا اور ہجرت بھی بڑی شان سے کی۔ نبی کریم ﷺ سے اجازت لے کر چند ساتھیوں کے ہمراہ پہلے خانہ کعبہ پہنچے۔ طواف کر کے مشرکین کو مخاطب کر کے کہا ”آج جس نے بھی میرا مقابلہ کرنا ہے حرم مکہ سے باہر آکر کرلے“ لیکن کسی کو اس کی ہمت نہ ہوئی۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود کہا کرتے تھے کہ ”حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کے بعد ہم اپنے آپ کو طاقتور محسوس کرنے لگے تھے۔“

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ)

مدینہ پہنچ کر حضرت عمرؓ نے نواحی بستی قبا میں قیام کیا پھر آنحضرتؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے۔ موٴاخات کا سلسلہ قائم ہوا تو قطبہؓ بن مالک انصاری حضرت عمرؓ کے اسلامی بھائی قرار پائے۔

اذان کا مشورہ

حضرت عمرؓ اب آنحضرت ﷺ کے قریبی ساتھی اور مشیر بھی تھے انہیں بہت عمدہ اور صائب مشورے پیش کرنے کی توفیق ملی۔ مدینہ میں پنجگانہ نمازوں کے اوقات کی تعیین کے مسئلے پر جب مشورہ ہوا تو صحابہ نے آگ جلاکر، سینگ پھونک کر یا ناقوس بجا کر لوگوں کو اکٹھا کرنے کی تجاویز دیں۔ حضرت عمرؓ نے یہ مشورہ دیا کہ ”کیوں نہ ایک آدمی مقرر کیا جائے جو لوگوں کو نماز کے لئے بلائے۔“ رسول اکرم ﷺ کو یہ تجویز پسند آئی اس کے بعد اذان کے کلمات رویا کے ذریعے حضرت عمرؓ اور ایک اور صحابی عبداللہؓ بن زید کو سکھائے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے وہ کلمات سن کر حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ یہ کلمات باآواز بلند پڑھ کر تم لوگوں کو نماز کے لئے بلاؤ۔ حضرت عمرؓ نے جب اپنی رؤیا آنحضرت ﷺ کو سنائی تو آپؐ نے فرمایا ”اس کے موافق وحی بھی آچکی ہے۔“

(ابن ہشام جلد2 ص229)

دوسری تفصیلی روایت میں ذکر ہے کہ اذان نبی کریم ﷺ کو معراج کی رات بذریعہ وحی سکھائی گئی۔

(مجمع الزوائد جلد1 ص328)

غزوات میں شرکت

قریش مکہ نے مدینہ میں بھی آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو سکھ کا سانس نہ لینے دیا اور مدینہ پر چڑھائی کردی۔ غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت عمرؓ ہمیشہ آنحضرت ﷺ کے دست وبازو بن کر رہے۔ غزوۂ احد میں جب خالد بن ولید کے دستے نے اچانک دوبارہ حملہ کر کے مسلمانوں کو تتر بتر

کر دیا۔ نبی کریم ﷺ صحابہ کی ایک مختصر جماعت کے ہمراہ پہاڑ کے دامن میں تشریف لائے۔ خالد نے ادھر کا رخ کرنا چاہا۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی۔ ’’خدایا! یہ لوگ یہاں نہ پہنچ پائیں۔‘‘ حضرت عمرؓ چند مہاجرین اور انصار کو لے کر آگے بڑھے اور حملہ کر کے خالد کے دستے کو پسپا کر دیا۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ کی غیرت ایمانی خوب ظاہر ہوئی۔ جب ابوسفیان طعنہ دے کر یہ کہہ رہا تھا کہ ہم نے محمدؐ کو قتل کر دیا۔ ہم نے ابوبکر کو قتل کر دیا۔ ہم نے عمر کو قتل کر دیا۔ اگر یہ زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ حضرت عمرؓ سے ضبط نہ ہوسکا اور جوش سے کہا ’’اے دشمن خدا! تم جھوٹ کہتے ہو، یہ سب تمہیں ذلیل کرنے کے لئے اللہ کے فضل سے زندہ موجود ہیں۔‘‘

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ احد)

صلح حدیبیہ میں

6 ہجری کے سفر حدیبیہ میں بھی حضرت عمرؓ شریک تھے۔ اس موقع پر آپ کو ایک ابتلاء بھی پیش آیا۔ معاہدہ صلح کی بظاہر مسلمانوں کے مخالف شرائط دیکھ کر حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ سے کہنے لگے یا رسولؐ اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا ہاں حق پر ہیں۔ عرض کیا پھر ہم باطل سے دب کر صلح کیوں کر رہے ہیں؟ پھر سوال کیا کہ کیا آپؐ نے ہمیں یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم امن سے طواف کریں گے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں لیکن کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال طواف کریں گے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا نہیں یا رسولؐ اللہ آپ نے یہ تو نہیں فرمایا۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ ’’میں اب بھی یہ کہتا ہوں کہ ہم امن کے ساتھ طواف کریں گے۔‘‘ آنحضرتؐ نے اس موقع پر حضرت عمرؓ کو مزید تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ’’میں خدا کا رسول ہوں اور خدا کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کرتا اور وہی میرا ساتھی اور مددگار ہے۔‘‘ حضرت عمرؓ کو بعد میں اپنے ان سوالات کی وجہ سے بہت ندامت ہوتی تھی۔ اس کی تلافی کے طور پر انہوں نے بہت صدقہ اور خیرات بھی کیا۔ خیر! معاہدہ صلح ہوا جس پر حضرت عمرؓ کے بھی دستخط ہوئے اور رسول اللہ ﷺ نے واپسی کا سفر اختیار فرمایا۔

حدیبیہ سے واپسی کے دوران سورۃ فتح نازل ہوئی آنحضرتؐ نے سب سے پہلے حضرت عمرؓ کو یاد فرمایا۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں ’’میں سخت خوف زدہ تھا کہ آنحضرت ﷺ کا بلاوا ہے کہیں میرے بارہ میں ہی کوئی وحی نہ اتری ہو۔‘‘ جب رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ’’آج مجھ پر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پیاری ہے پھر رسول اکرمؐ نے سورۃ فتح کی ابتدائی آیات سنائیں۔‘‘

(بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد و کتاب المغازی باب غزوہ حدیبیہ)

اس میں یہ اشارہ تھا کہ حدیبیہ کی یہ صلح آئندہ عظیم الشان فتوحات کی پیش خیمہ بننے والی ہے اور اپنی ذات میں ’’فتح مبین‘‘ ہے۔ فتح حدیبیہ کے معاً بعد اس کی برکت سے خیبر فتح ہوا۔

فتح خیبر میں خدمات

فتح خیبر کے موقع پر جن جرنیلوں کو باری باری سپہ سالاری کی خدمت سونپی گئی۔ اُن میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ اگرچہ خیبر کی آخری فتح حضرت علیؓ کی سالاری میں مقدر تھی مگر اس میں حضرت عمرؓ کی ایک خاص خدمت کا بھی دخل ہے۔ ہوا یوں کہ فتح خیبر سے ایک رات قبل حضرت عمرؓ حفاظتی گشت پر مامور تھے۔ اس دوران وہ کچھ یہودی جاسوس گرفتار کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ جو قلعہ سے مسلمانوں کے احوال معلوم کرنے نکلے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اُن کو گرفتار کر کے قلعہ کے کمزور مقامات کے متعلق اور دیگر معلومات حاصل کر لیں۔ یہ سب باتیں اگلے روز فتح خیبر میں بہت ہی ممدّ اور معاون ثابت ہوئیں۔ یوں حضرت عمرؓ نے فتح خیبر میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ جب وہ جاسوس کو پکڑ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے گئے تو آپؐ اس وقت نماز تہجد میں دعاؤں میں مصروف تھے۔ یہ تمام احوال اور معلومات آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ اگلے روز حضرت علیؓ کے ذریعہ یہ فتح ظہور میں آئی۔

(سیرت الحلبیہ جلد 3 ص 41)

غزوہ تبوک میں بھی حضرت عمرؓ شریک ہوئے اور اس موقع پر غیر معمولی مالی قربانی کی توفیق پائی۔

وفات رسولؐ پر ردعمل

10 ھ میں آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی۔ صحابہؓ غم کے مارے دیوانے ہوئے پھرتے تھے۔ حضرت عمرؓ جیسے عاشق رسولؐ نے اس موقع پر وارفتگی کے عالم میں مسجد نبوی میں یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت ﷺ فوت ہوگئے ہیں میں اُس کا سرتن سے جدا کر دوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس موقع پر نہایت جرأت سے خطبہ ارشاد فرمایا اور آیت آل عمران: 145 تلاوت کر کے اعلان کیا کہ محمدؐ تو ایک رسول ہی تھے اور آپ سے پہلے تمام رسول وفات پا چکے۔ لہٰذا آپؐ کا وفات پانا کوئی اوپری بات نہیں۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ قرآن تو میں پہلے بھی پڑھتا تھا مگر اُس وقت مجھے ایسے لگا جیسے یہ آیت اس وقت نازل ہوئی ہو۔ جب یہ احساس ہوا کہ واقعی آنحضرت ﷺ وفات پاگئے ہیں تو حالت سکتہ میں لگا جیسے کسی نے میری ٹانگیں کاٹ دی ہیں اور میں زمین پر ڈھیر ہوگیا۔ پھر تو مدینہ کی ہر گلی میں ہر شخص کی زبان پر یہ آیت تھی اور وہ روتے ہوئے گزشتہ تمام انبیاء کی وفات کی اس دلیل سے آنحضرت ﷺ کی وفات کا اعلان کر رہے تھے۔

(بخاری کتاب الجنائز باب الدخول علی المیّت وکتاب المغازی باب مرض النبی)

خلافت ابوبکرؓ میں کردار

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد امت کے لئے سب سے اہم مسئلہ خلافت راشدہ کا قیام تھا۔ انصار اپنے سردار سعدؓ بن عبادہ کے ڈیرے پر جمع ہوئے۔ اس وقت بہت نازک صورتحال پیدا ہوگئی جب انصار میں سے بعض نے یہ سوال اُٹھایا کہ انصار کا الگ امیر اور مہاجرین کا الگ امیر مقرر ہو۔ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ بھی وہاں پہنچے۔ پہلے حضرت عمرؓ بولنے لگے۔ عمرؓ فرماتے تھے کہ میں اس موقع پر بولنے کے لئے تیاری کر کے گیا تھا۔ مجھے خلافت کی ہرگز کوئی خواہش نہ تھی میرا خیال تھا کہ شاید ابوبکر وہ بات نہ کر سکیں گے۔ مگر ابوبکر نے جب بات کی تو خوب اس کا حق ادا کیا اور فرمایا کہ ’’ہم مہاجرین اور انصار مل کر یہ نظام چلائیں گے۔ ہم امراء ہوں گے تو تم ہمارے وزیر ہوگے۔ بے شک عمر کی بیعت کر لو یا ابوعبیدہ کی۔‘‘ اس پر حضرت عمرؓ نے کہا ’’نہیں بلکہ اے ابوبکر! ہم آپؓ کی بیعت کریں گے کہ آپ اور صرف آپ ہی ہمارے سردار اور ہمیں سب سے پیارے ہیں۔‘‘ پھر حضرت عمرؓ نے ابوبکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی درخواست کی۔

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر)

حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کے بعد حضرت عمرؓ ان کے دست راست مشیر اور وزیر کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے خلافت کی مصروفیات کے باعث قضا کے معاملات حضرت عمرؓ کے سپرد فرما دئے تھے۔ اس لحاظ سے آپ اسلام کے پہلے باقاعدہ قاضی تھے۔

(استیعاب جلد 3 ص 239)

منصب خلافت اور پہلی تقریر

حضرت ابوبکرؓ نے آخری بیماری میں حضرت عمرؓ کو خلیفہ نامزد فرمایا۔ ان کی سخت طبیعت کی وجہ سے بعض لوگوں کو پریشانی ہوئی۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ آپ نے کسے جانشین مقرر کیا ہے۔ فرمایا ’’عمرکو‘‘ عرض کیا خدا کے حضور کیا جواب دیں گے فرمایا ’’میں عمر کو تم دونوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں خدا کی بارگاہ میں عرض کروں گا کہ میں نے موجود لوگوں میں سے سب سے بہتر کو جانشین مقرر کیا‘‘۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات جمادی الآخر 13 ھ میں ہوئی اور حضرت عمرؓ مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپؓ نے اپنی پہلی تقریر میں فرمایا ’’اے لوگو! مجھے تمہارے ذریعہ اور تمہیں میرے ذریعہ میرے دونوں ساتھیوں کے بعد آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔ جو لوگ ہمارے سامنے موجود ہیں ان سے ہم خود معاملہ کریں گے اور جو یہاں نہیں وہاں مضبوط اور امانت دار والی مقرر کر دیں گے۔ جو نیکی کرے گا ہم اس سے حسن سلوک کریں گے اور جو برائی کا مرتکب ہوگا ہم اسے سزا دیں گے۔ اللہ آپ کو اور ہمیں معاف فرمائے۔ پھر خدا کے حضور یہ دعا کی اے اللہ میں سخت ہوں مجھے نرم کر دے، میں کمزور ہوں مجھے طاقتور کر دے، میں بخیل ہوں مجھے سخی بنا دے‘‘۔

(ابن سعد جلد 3 ص 274)

فتوحات عمرؓ

13 ھ میں جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ عراق میں اسلامی فوجیں برسرپیکار تھیں۔ ان فتوحات کی تکمیل ان کے عہد میں ہوئی۔ اس زمانے میں ایران سے بھی جنگ شروع ہوچکی تھی۔ آپ خود اس کی قیادت کرنے کے لئے مدینہ سے روانہ بھی ہوگئے مگر بعض صحابہ کے مشورے پر واپس تشریف لائے۔ تاہم اپنی ذاتی نگرانی میں عراق، ایران، شام کی مہمات مکمل کروائیں۔ ان کے دس سالہ دور خلافت میں عراق وشام اور ایران ومصر میں اسلامی جھنڈا لہرانے لگا۔ آرمینیا، آذربائی جان اور جزائر بھی اسی دور میں فتح ہوئے۔

(اسد الغابہ جلد 4 ص 71)

عراق وشام کی فتوحات حضرت خالدؓ بن ولید کی قیادت میں ہوئیں، جنہیں رسول خدا ﷺ نے سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کا خطاب دیا تھا۔ حضرت عمرؓ ان کی فن حرب کی صلاحیتوں اور شجاعت کے معترف تھے۔ انہیں کئی معرکوں کا قائد مقرر فرمایا لیکن جب محسوس کیا کہ خلافت کے ادنیٰ اور مخلص غلام خالدؓ کے بارہ میں لوگوں میں غلط فہمی پیدا ہو رہی ہے تو ان کی جگہ حضرت ابوعبیدہؓ کو سالار لشکر مقرر فرمایا۔ حضرت خالدؓ اطاعت کا بے مثال مظاہرہ کرتے ہوئے ایک سپاہی کی حیثیت سے بدستور بہادری کے جوہر دکھاتے رہے۔

حضرت عمرؓ نے یہ ارشاد فرما کر حضرت خالدؓ کو ہر الزام سے بری قرار دیا ہے کہ ’’میں نے تمہیں کسی شبہ کی بناء پر امارت سے معزول نہیں کیا بلکہ تمہارے بارہ میں لوگوں کی رائے میں خوش فہمی غالب ہونے سے اندیشہ ہوا کہ وہ تمہیں گمراہ نہ کر دے۔‘‘ اسی طرح فرمایا کہ ’’میں نے خالد کو اس لئے معزول کیا تا معلوم ہو کہ اللہ اپنے دین کی خود مدد فرماتا ہے‘‘۔

(18-استیعاب جلد2 ص 343، عمر از محمد حسین ہیکل ص125)

حضرت عمرؓ کے عہد میں قادسیہ میں ایرانیوں سے فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ شام کی فتوحات کا آخری فیصلہ یرموک میں ہوا۔ حضرت عمرؓ اس فتح کی خبر سنتے ہی سجدۂ شکر بجالائے تھے۔

فتح بیت المقدس کے موقع پر عیسائیوں کے اسقف (مذہبی سربراہ اعلیٰ) کی اس خواہش پر کہ امیر المومنین خود تشریف لا کر معاہدہ صلح کریں۔ حضرت عمرؓ نے 16 ھ میں بیت المقدس کا سفر اختیار کیا اور یوں اس تاریخی فتح کی تکمیل ہوئی۔

شہادت عمرؓ

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بارہ میں بھی رسول کریم ﷺ نے پیشگی خبر دیدی تھی۔ جب احد پہاڑ پر آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ تھے آپؐ نے فرمایا تھا اے احد تھم جا کہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(بخاری کتاب المغازی باب مناقب عمرؓ)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے جنت میں حضرت عمرؓ کا شاندار محل دیکھ کر رشک کا ذکر فرمایا اور ان کے نیک انجام کی خبر دی تھی۔ حضرت عمرؓ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا کرنا اور مجھے اپنے رسولؐ کے شہر میں موت دینا۔

(بخاری کتاب فضائل المدینہ)

خود حضرت عمرؓ نے اپنی شہادت سے کچھ روز پہلے کہا ’’اے لوگو! میں نے ایک خواب دیکھی ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ میرا وقت قریب آ گیا ہے۔ میں نے ایک سرخ مرغ دیکھا جس نے مجھے دو دفعہ چونچیں ماریں۔ میں نے یہ خواب اسماءؓ بنت عمیس سے بیان کی تو انہوں نے یہ تعبیر کی کہ مجھے کوئی عجمی شخص قتل کرے گا۔‘‘

(مناقب عمر لابن الجوزی صفحہ 274)

حضرت عمرؓ پر نماز فجر پڑھاتے ہوئے حملہ کیا گیا تھا۔ ظالم قاتل دودھاری چھرا لے کر حملہ آور ہوا اور حضرت عمرؓ کے کندھے اور پہلو میں حملہ کیا۔ پھر دائیں بائیں لوگوں پر بھی چھرے سے وار کرتا گیا۔ جس سے تیرہ نمازی زخمی ہوئے۔ ان میں سے سات شہید ہوگئے۔ بالآخر قاتل پر کمبل پھینک کر اسے پکڑ لیا گیا۔ حملہ آور نے خودکشی کر لی۔ حملہ کے بعد حضرت عمرؓ نے خود عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر انہیں امام کی جگہ کھڑا کر دیا تھا جنہوں نے سورۃ کافرون اور اخلاص کے ساتھ مختصر نماز پڑھائی۔ حضرت عمرؓ کو اُٹھا کر گھر لے جایا گیا۔ انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا پتہ کریں حملہ کرنے والا کون تھا؟ وہ معلوم کر کے آئے اور بتایا کہ وہ مغیرہؓ کا غلام ابولؤلؤ مجوسی تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا، وہ جو کاریگر تھا۔ انہوں نے کہا ہاں اس پر خوش ہو کر فرمایا ’’میں نے تو اس سے حسن سلوک کا ہی حکم دیا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ میری موت کسی مسلمان کہلانے والے کے ہاتھ سے نہیں ہو رہی۔‘‘ آپؓ کو دودھ پلایا گیا تو وہ زخم سے بہ نکلا۔ مسلمانوں نے اندازہ کر لیا کہ وہ جانبر نہ ہو سکیں گے۔

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر و مجمع الزوائد جلد 9 ص 75، استیعاب جلد 3 ص 242)

خوف خدا

آخری وقت میں حضرت ابن عباسؓ نے گھبراہٹ دیکھ کر تسلی دلاتے ہوئے عرض کیا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کا حق ادا کر دیا۔ آنحضرتؐ آپ سے بوقت وفات راضی تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کا دور بھی آپؓ نے وفا سے نبھایا اور وہ آپؓ سے راضی ہو کر رخصت ہوئے۔ پھر آنحضرت ﷺ کے صحابہ سے واسطہ پڑا اور آپؓ نے ان کا بھی خوب حق ادا کیا اور آپؓ کی جدائی کے وقت وہ سب آپ سے راضی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کمال انکساری سے فرمایا:۔

’’رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کا مجھ سے راضی ہونا تو واقعی اللہ کا احسان ہے۔ البتہ میری یہ گھبراہٹ آپ اور آپ کے اصحاب کی وجہ سے ہے کہ نامعلوم ان کے حق ادا کر سکا ہوں یا نہیں؟ خدا کی قسم اگر میرے پاس زمین کے برابر سونا ہوتا تو اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے پیش کر دیتا۔ پہلے اس سے کہ اس عذاب کو دیکھوں‘‘۔

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ)

علی بن زید بیان کرتے ہیں جب حضرت عمرؓ کو خنجر مارا گیا تو حضرت علیؓ عیادت کو آئے اور آپؓ کے سرہانے بیٹھ گئے۔ اسی اثنا میں حضرت عبداللہؓ بن عباس بھی آ گئے اور آپ کی تعریف کرنے لگے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ابن عباس تم جو کہہ رہے ہو کیا اس کی گواہی دو گے؟ حضرت علیؓ نے اشارہ سے حضرت ابن عباسؓ سے ہاں کہنے کو کہا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا جی حضور! تو حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ ’’تم اور تمہارے ساتھی مجھے کسی دھوکہ میں مبتلا نہیں کر سکتے۔‘‘ پھر آپؓ نے حضرت عبداللہؓ بن عمر سے فرمایا۔ ’’میرا سر تکیہ سے اٹھا کر مٹی پہ رکھ دو شاید کہ خدا مجھ پر نظر کرم کرے اور رحم فرما دے‘‘۔

(تاریخ مدینہ دمشق)

معیت رسول ﷺ کی خواہش

بوقت بوفات حضرت ابن عمرؓ سے فرمایا کہ امّ المومنین عائشہؓ سے جا کر میرا اسلام عرض کرو اور ’’امیر المومنین‘‘ کے الفاظ میرے لئے استعمال نہ کرنا کیونکہ آج کے بعد میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہوں گا۔ ان سے کہنا ’’عمر بن الخطابؓ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ حجرہ عائشہؓ میں زمین کی اجازت چاہتے ہیں‘‘۔ حضرت ابن عمرؓ گئے تو وہ بیٹھی رو رہی تھیں۔ انہوں نے پیغام پہنچایا تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا ’’میں نے یہ جگہ اپنی قبر کے لئے رکھی ہوئی تھی مگر آج حضرت عمرؓ کی خاطر انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے ہوئے قربانی کرتی ہوں‘‘۔

حضرت ابن عمرؓ جب واپس آئے اور حضرت عمرؓ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا مجھے اُٹھا کر بٹھاؤ پھر ابن عمرؓ سے پوچھا کیا خبر لائے؟ عرض کیا اے امیر المومنین! آپ کی خواہش کے مطابق حضرت عائشہؓ نے اجازت دے دی۔ فرمانے لگے۔ ’’الحمد للہ! میری ذات کے لئے اس سے اہم کوئی چیز نہیں تھی۔ جب میری وفات ہو جائے تو میرا جنازہ اُٹھا کر وہاں لے جانا اور ایک دفعہ پھر حضرت عائشہؓ سے اس طرح اجازت طلب کرنا کہ عمرؓ بن خطاب آپ کے حجرہ میں تدفین کی اجازت چاہتے ہیں اگر وہ اجازت دیں تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے عام مقبرہ میں تدفین کرنا‘‘۔

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ)

چنانچہ اپنے آقا و مولا اور ساتھیوں کے پاس حجرۂ عائشہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کا جنازہ رکھا گیا تو لوگ حضرت عمرؓ کے حق میں دعائیں کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک شخص نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے کہا ’’اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ اکٹھا کر دے گا کیونکہ میں اکثر رسولؐ اللہ کو فرماتے سنتا تھا ’’میں تھا اور ابوبکرؓ و عمرؓ تھے‘‘۔ ’’میں نے اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے فلاں کام کیا‘‘۔ ’’میں اور ابوبکرؓ و عمرؓ فلاں جگہ گئے۔‘‘ اس بناء پر مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے ساتھ ہی جگہ دے گا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو یہ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے۔

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب ابوبکرؓ)

حضرت عمرؓ کی وفات پر مسلمانوں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق فرض نمازیں انہیں حضرت صہیب پڑھا رہے تھے۔ چنانچہ حضرت صہیبؓ کو آگے کر دیا گیا اور انہوں نے حضرت عمرؓ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عمرؓ 23 ذوالحجہ 23ھ کو قریباً ساٹھ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ آپ کا زمانہ خلافت ساڑھے دس برس تھا۔

(ابن سعد جلد 3 ص 367)

استحکام خلافت اور شوریٰ

حضرت عمرؓ نے اپنے خداداد نور بصیرت سے استحکام خلافت کے سلسلہ میں عظیم الشان کردار ادا کیا اور انتخاب خلافت کا پختہ اصول رائج فرما دیا۔ آپ کی خدمت میں اپنے بعد خلیفہ مقرر کرنے کی درخواست کی گئی تو آپ نے اس سے پس وپیش کیا پھر ایک روز اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ’’میری وفات کے بعد خلافت کا فیصلہ چھ افراد کی یہ کمیٹی کرے گی جن میں علیؓ بن ابی طالب، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبداللہ، سعد بن مالک ہوں گے۔ یہ وہ بزرگ صحابہ ہیں کہ رسولؐ اللہ بوقت وفات ان سے راضی تھے۔ اور سنو میں تمہیں حکومت، عدل اور تقسیم مال کے بارے میں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔‘‘ حضرت عمرؓ نے اس کمیٹی کو جسے آپ نے شوریٰ قرار دیا۔ ہدایت فرمائی کہ ’’تم باہم مشورہ سے خلیفہ کا انتخاب کرنا۔ اگر تین طرف دو دو آراء ہو جائیں تو پھر مجلس شوریٰ ہی فیصلہ کرے گی ورنہ کثرت رائے کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ اگر دو طرف آراء تین تین ہو جائیں تو عبدالرحمان کی رائے جس طرف ہوگی وہ قبول کرنا۔‘‘ اس طرح آپ نے گویا حضرت عبدالرحمانؓ کو کمیٹی کا کنوینر مقرر کر کے انہیں حتمی رائے کا حق دیا۔ نیز کمیٹی کو تین دن میں فیصلہ کا پابند کیا۔ انتخاب خلافت کی درمیانی مدّت کے لئے آپ نے حضرت صہیبؓ رومی کو نمازوں کے لئے امام مقرر فرمایا۔ شوریٰ کے آخری فیصلہ کا انکار یا مخالفت کرنے والے کے لئے سخت احکامات جاری فرمائے۔ خلافت کمیٹی کے اراکین قدیم مہاجرین صحابہ تھے۔ اس کے اجلاس کو پُرامن اور یقینی بنانے کے لئے مزید یہ اہتمام فرمایا کہ اپنی وفات سے چند لمحے قبل ایک مخلص اور وفا شعار عاشقِ رسولؐ انصاری صحابی حضرت ابوطلحہؓ کو جو مدینہ کے سرداروں میں سب سے صاحب اثر و ثروت تھے۔ پیغام بھجوایا کہ ’’اے ابوطلحہ! آپ اپنی قوم کے پچاس انصار ساتھیوں کے ساتھ ان اصحاب شوریٰ کے ساتھ حفاظت کی ڈیوٹی دینا اور ان پر تیسرا دن گزرنے نہ دینا یہاں تک کہ وہ ارکان شوریٰ میں سے کسی ایک کو اپنا خلیفہ مقرر کر لیں‘‘۔ احساس ذمہ داری کا یہ عالم تھا کہ انتظامات کرنے کے بعد پھر حضرت عمرؓ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ’’اے اللہ! اب تو ان پر میری طرف سے جانشین اور نگہبان ہو جا‘‘۔

(ابن سعد جلد 3 ص 61,62)

حضرت عمرؓ نے شوریٰ کمیٹی برائے خلافت میں اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بھی رکن نامزد کیا تھا مگر ساتھ ہدایت فرمائی کہ ان کا نام خلافت کے لئے پیش نہ ہو سکے گا۔

پھر فرمایا ’’میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو قدیم ہجرت کرنے والے بزرگ صحابہ کے لئے وصیت کرتا ہوں کہ ان کا حق پہچانیں اور ان کا پورا احترام کریں۔ دوسرے انصار کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ جن کا قرآن میں ذکر ہے کہ انہوں نے ایمان کو اور مہاجرین کو اپنے پاس جگہ دی کہ ان کے نیک لوگوں کی نیکی قبول کرتے ہوئے ان سے بہتر سلوک کیا جائے اور غلطی کرنے والے سے عفو کیا جائے۔ عام شہروں کے باشندوں کے بارے میں بھی میں نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں کہ یہ اسلام کی ڈھال، آمدنی کا ذریعہ اور دشمن کے لئے رعب و دبدبہ کا موجب ہیں۔ ان سے ان کی خوشی کے مطابق صرف بچت میں سے ہی ٹیکس لئے جائیں۔ میں عرب کے بدوؤں کے بارے میں بھی نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں کہ یہ عرب کی جڑ اور مسلمانوں کی جمعیّت ہیں۔ ان کے زائد اموال میں سے کچھ لے کر ان کے فقراء میں تقسیم کر دیا جائے۔ میں خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول کا عہد پورا کیا جائے اور عام رعایا کے عہد بھی پورے کئے جائیں اور ان کی حفاظت کی خاطر جنگ بھی کرنی پڑے تو کی جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالے جائیں‘‘۔

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ)

ازواج واولاد

اسلام کی خاطر حضرت عمرؓ نے ہر قسم کی قربانیاں

دیں۔ اپنا گھر بار اور ازواج خدا کی خاطر جس چیز کو چھوڑنا پڑا چھوڑ دیا۔ دو بیویوں کو مشرک ہونے اور مکہ میں رہ جانے کے باعث طلاق دینا پڑی۔ ایک مکہ میں مسلمان ہونے کی حالت میں فوت ہوگئیں۔ ایک اور بیوی کو بھی طلاق کی نوبت آئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے بہتر ازواج عطا فرمائیں۔ ایک شادی عاتکہؓ بنت زید سے ہوئی۔

(ابن سعد جلد 3 ص 265)

رسول اللہ سے حضرت حفصہؓ کے ذریعہ مصاہرت کا رشتہ تھا۔ خاندان نبوت سے مزید تعلق کی خاطر 17ھ میں حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی صاحبزادی ام کلثومؓ سے حضرت عمرؓ نے عقد کیا اور فرمایا کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن سب سبب اور نسب منقطع ہوگا سوائے میرے سبب اور نسب کے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ رسولؐ اللہ سے میرا تعلق سببی و نسبی پختہ ہو۔'' چنانچہ حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ امام حسینؓ و حسنؓ کے مشورہ سے حضرت عمرؓ کو بیاہ دی۔

(ابن سعد جلد 3 ص 266، 265، بیہقی جلد 7 ص 63)

مختلف بیویوں سے نو بیٹے تھے۔ جن میں عبداللہؓ کے علاوہ عبیداللہ اور عاصم علم و فضل میں خاص مشہور ہوئے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے والے تھے۔

علم و فضل

حضرت عمرؓ کو اللہ تعالیٰ نے خاص علم اور فضل سے نوازا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ علم و فضل کے متعلق اپنی ایک رؤیا بیان فرمائی جس میں آپؐ نے دیکھا کہ آپؐ نے دودھ پیا اور اتنا سیر ہو کر پیا کہ وہ آپؐ کے ناخنوں سے باہر نکلنے لگا۔ پھر آپؐ نے یہ برتن حضرت عمرؓ کو دے دیا۔ صحابہ نے پوچھا کہ آپؐ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی؟ آپؐ نے فرمایا اس کی تعبیر علم ہے۔ عمر نے میرے علم سے وافر حصہ پایا ہے''۔

دوسری رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ''میں نے خواب میں بعض لوگوں کو قمیصیں پہنے دیکھا ہے۔ بعض اصحاب نے تو بہت چھوٹے چھوٹے قمیص پہنی ہوئے تھے بعض کے قمیص ان کے کندھوں تک آرہے ہیں تو کسی کے سینے تک اور بعض کے پیٹ تک، مگر عمر کو دیکھا کہ ان کا قمیص بہت لمبا ہے۔ اتنا لمبا کہ وہ اسے ٹخنوں سے نیچے زمین پر گھسیٹتے ہوئے آرہے ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا اس کی کیا تعبیر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی تعبیر دین سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمر کو دین میں خاص دسترس عطا فرمائی ہے اور دین کا وافر حصہ انہیں کو بخشا ہے''۔

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ)

حضرت عبداللہ مسعودؓ کہتے تھے کہ ''اگر حضرت عمرؓ کا علم ایک پلڑے میں رکھا جائے اور باقی لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں تو عمرؓ کا پلڑا بھاری ہو جائے''۔

(مجمع الزوائد جلد 9 ص 69)

حضرت عمرؓ کو آئندہ جن عظیم الشان خدمات کی توفیق ملنے والی تھی، ان کا تذکرہ بھی آنحضرت ﷺ کی ایک عظیم الشان رؤیا میں ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا ''میں نے دیکھا کہ میں ایک ڈول کے ذریعہ سے کنوئیں سے پانی نکال رہا ہوں۔ پھر ابوبکر ایک دو ڈول نکالتے ہیں مگر کمزوری سے۔ ان کے بعد عمر کے آتے ہی اچانک ڈول کی جسامت بڑھ جاتی ہے۔ فرمایا میں نے کبھی ایسا جوان مرد نہیں دیکھا جو اس شان کے ساتھ پانی کھینچے جیسے عمر نے یہ کام کیا۔ اور اس ڈول سے اتنا پانی نکالا کہ تمام لوگوں نے خوب پیا اور سیر ہوگئے اور تمام جانوروں نے بھی پیا اور سیر ہوگئے''۔

(بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ)

اس رؤیا میں دراصل حضرت عمرؓ کی اُن خدمات کی طرف اشارہ تھا جو ان کے دور خلافت میں مقدر تھیں۔ چنانچہ اپنے عہد خلافت میں انہیں عظیم الشان خدمت اور کارناموں کی توفیق ملی۔ اُن میں ایک اہم خدمت نظام خلافت کا استحکام ہے۔ اس کے علاوہ نظام شوریٰ احتساب کے محکمہ کا باقاعدہ انتظام، بیت المال کا باقاعدہ انتظام ملکی نظم و ضبط، عدل و انصاف کا اہتمام، قاضیوں کی عدالتوں کا باقاعدہ نظام اور نظام فوج خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حضرت عمرؓ اپنی فوج کے امراء کو تاکید فرماتے تھے کہ علم دین میں کمال پیدا کریں اور اسے رواج دیں کیونکہ باطل کو حق سمجھ کر اس کی پیروی کرنے والا یا حق کو باطل سمجھ کر اسے ترک کرنے والے کی بہرحال پرسش ہوگی اور جہالت کا عذر کام نہ آئے گا۔

(کنز العمال جلد 5 ص 228)

حضرت عمرؓ اہل علم اور قدیمی خدام دین کی قدردانی فرماتے۔ نوجوان عالم حضرت ابن عباسؓ کو ان کے دربار میں خاص مرتبہ تھا۔ حضرت بلالؓ کو ان کی خدمات کی وجہ سے سیدنا بلال کہہ کر بلاتے اور خاص مقام دیتے۔ غریب مہاجرین کو نومسلم رؤسا پر بھی اپنے دربار میں ترجیح دیتے۔ امور سلطنت مشورہ سے طے کرتے حتیٰ کہ بعض دفعہ اپنی رائے چھوڑ کر صحابہ کے مشورہ پر عمل فرمایا۔

الہام سے مناسبت

حضرت عمرؓ کو علم و فضل کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نور الہام و وحی کے ذریعہ روحانی علوم کے ساتھ بھی گہری مناسبت عطا فرمائی ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کی اسی دماغی مناسبت کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:

''پہلی قوموں میں محدث ہوا کرتے تھے جو نبی تو نہیں ہوتے تھے مگر اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ کلام کرتا تھا۔ اگر میری اُمت میں ایسا کوئی ہے تو وہ عمر ہے۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کی اس اعلیٰ روحانی استعداد کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور موقع پر فرمایا تھا کہ ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا''۔

(36-بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمر وترمذی کتاب المناقب مناقب عمرؓ)

دوسری روایت میں ہے کہ ''اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو عمر مبعوث کئے جاتے'' گویا اللہ تعالیٰ نے انہیں الہام کے ساتھ گہری مناسبت عطا فرمائی اور آپ اس لائق تھے کہ اللہ تعالیٰ کی وحی اور الہام آپ پر نازل ہو اور اگر میرے معاً بعد بنی اسرائیل کے سلسلہ خلافت کی طرح نبوت جاری رہنی ہوتی تو عمرؓ نبی ہوتے۔ لیکن چونکہ میرے معاً بعد نبوت نہیں بلکہ خلافت کا نظام جاری ہونا ہے۔ اس لیے عمرؓ خلافت کے منصب پر فائز ہوں گے۔

حضرت عمرؓ کو ایسے غیر معمولی دماغی قویٰ عطا کئے گئے جو الٰہی پیغام و الہام سے گہری مناسبت رکھتے تھے۔ کتب حدیث وسیرت میں متعدد ایسے مقامات کا تذکرہ ہے جب حضرت عمرؓ نے ایک رائے کا اظہار کیا اور اُسی کے موافق قرآن مجید میں وحی نازل ہوگئی۔ چند خاص مواقع کا ذکر حضرت عمرؓ خود فرماتے ہیں'' مجھے اپنے رب سے تین مواقع پر بطور خاص موافقت عطا کی گئی۔ ایک مقام ابراہیمؑ کو جائے نماز بنانے کے بارے میں دوسرے پردہ کے متعلق تیسرے بدر کے قیدیوں کے بارے میں''۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل عمرؓ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے حق عمر کی زبان اور دل پر جاری کر دیا ہے۔'' ابن عمرؓ کہتے تھے ''کبھی لوگوں پر کوئی مشکل وقت نہیں آیا جس میں انہوں نے کوئی رائے دی ہو اور حضرت عمرؓ نے بھی رائے دی ہو۔ مگر قرآن حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق اترا''۔

(ترمذی کتاب المناقب باب ان اللہ جعل الحق علی لسان عمرؓ)

شوق عبادت و دعا

حضرت عمرؓ کو عظیم الشان اخلاق فاضلہ نصیب ہوئے تھے۔ اخلاق فاضلہ کی جڑ تو دراصل خدا تعالیٰ کا خوف اور اس کا ڈر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کے نتیجے ہی میں اعلیٰ اخلاق اور عادات انسان کو نصیب ہوتی ہیں۔ حضرت عمرؓ کی ایک بیوی آپ کی رات کی عبادت کا حال یوں بیان کرتی تھیں:۔

''عشاء کی نماز کے بعد آپ سو جاتے اور پانی کا ایک برتن سرہانے رکھ لیتے۔ رات جب آنکھ کھلتی پانی میں ہاتھ ڈال کر منہ پر پھیر لیتے اور بیدار ہو کر اللہ کی عبادت کرتے اور رات کو کئی مرتبہ اُٹھ کر عبادت کرتے۔ یہاں تک کہ نماز فجر کا وقت ہو جاتا''۔

(مجمع الزوائد بیھقی جلد 9 ص 73)

حضرت عمرؓ کو مجاہدات و ریاضت اور دعاؤں سے خاص شغف تھا۔ فتح مکہ سے واپسی پر انہوں نے رسول کریم ﷺ سے اجازت چاہی کہ خانہ کعبہ میں ایک رات اعتکاف کی منّت پوری کرنا چاہتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے بخوشی اجازت فرمائی۔ ایک دفعہ مدینہ سے عمرہ پر جانے کی اجازت چاہی تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا:۔

''اے بھیا! ہمیں اپنی دعاؤں میں بھول نہ جانا''۔

(ابوداؤد کتاب الوتر باب الدعاء)

حجۃ الوداع میں رسولؐ اللہ کی دعائیہ کیفیات اپنانے کی خاطر آپؐ کے ساتھ ساتھ رہنے کی مسلسل کوشش کرتے رہے۔

حضرت عبداللہؓ بن عمر حجۃ الوداع کا یہ خوبصورت منظر بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے حجر اسود کی طرف منہ کیا۔ پھر اپنے ہونٹ اس پر رکھ دیئے اور دیر تک روتے رہے۔ اچانک توجہ فرمائی تو حضرت عمر بن الخطابؓ کو (پہلو میں کھڑے) روتے دیکھا اور فرمایا ''اے عمر! یہ وہ جگہ ہے جہاں (اللہ کی محبت اور خوف سے) آنسو بہائے جاتے ہیں''۔

(ابن ماجہ کتاب المناسک باب استلام الحجر)

میدان عرفات کی آخری شام رسول کریم کو خاص دعاؤں کی توفیق ملی۔ اس موقع کی ایک بڑی دردانگیز دعا احادیث میں مروی ہے۔ معلوم ہوتا ہے حضرت عمرؓ کو بھی رسولؐ اللہ کی معیت میں یہ سعادت عطا ہوئی ہوگی۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ ایک دن حضرت عمرؓ کو دیکھ کر مسکرائے اور پوچھا ''اے عمرؓ! جانتے ہو میں تمہیں دیکھ کر کیوں مسکرایا ہوں؟'' عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے عرفہ کی شام اپنے عبادت گزاروں پر نظر کر کے فرشتوں کے سامنے فخریہ رنگ میں انکا ذکر کیا اور اے عمرؓ! تمہارا ذکر بطور خاص ہوا''۔

(مجمع الزوائد جلد 9 ص 70)

قبولیت دعا

حضرت عمرؓ کا دعا پر بہت ایمان تھا۔ عبداللہؓ بن بریدہ بیان کرتے ہیں۔ بعض اوقات حضرت عمرؓ کسی بچے کو پکڑتے اور اسے کہتے میرے لئے دعا کرو کیونکہ تم نے ابھی تک کوئی گناہ نہیں کیا۔

(مناقب عمرؓ لابن الجوزی۔ صفحہ 224)

ایک دفعہ قحط کے زمانہ میں حضرت عمرؓ نے لوگوں کو نماز استسقاء پڑھائی اور دعا کے لئے اپنے ہاتھ پھیلا کر اپنے رب کے حضور عرض کرنے لگے۔ ''اے میرے مولیٰ ہم تجھ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور تجھ سے ہی ابر رحمت کی امید رکھتے ہیں''۔ ابھی اپنی جگہ ہی کھڑے تھے کہ بارش برسنے لگی! اسی دوران آپ کے پاس کچھ بدو آئے اور عرض کی کہ امیر المومنین ہم فلاں وقت فلاں جگہ تھے کہ ہم نے ایک بادل دیکھا جس سے نداء آرہی تھی ابوحفص ابر رحمت تیرے پاس آتا ہے! ابوحفص ابر رحمت تیرے پاس آتا ہے!

(کرامات اولیاء سیاق مارُوی من کرامات امیرالمؤمنین ابی حفص

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح

۞ مکرمہ باسمہ قاضی صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر شمیم احمد قاضی صاحب صدر انصاراللہ سوئٹزر لینڈ کے نکاح کا اعلان مکرم خالد انور چوہدری صاحب ابن مکرم رمضان چوہدری صاحب مرحوم سابق جائنٹ سیکرٹری CBR اسلام آباد کے ساتھ مبلغ 25 ہزار سٹرلنگ پاؤنڈز حق مہر پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے مورخہ یکم جنوری 2010ء کو بیت الذکر اسلام آباد میں کیا۔ مکرمہ باسمہ قاضی صاحبہ اپنے والد کے ننھیال کی طرف سے حضرت مولانا برہان الدین جہلمی صاحب اور مکرم مولانا عبدالمغنی صاحب کی نسل سے ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں اور جماعت کیلئے ہر لحاظ سے مبارک کرے اور خلافت سے وابستہ رہنے والی نیک، خادم دین اور متقی نسلیں پروان چڑھیں۔ آمین

ولادت

۞ مکرم محمد بلال احمد صاحب چک نمبر 84ج۔ب سرشمیر روڈ فیصل آباد تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے خاکسار کی ہمشیرہ مکرمہ فوزیہ ہارون صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر ہارون رشید ظفر صاحب کو مورخہ 16/اگست 2009ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچے کو تحریک وقف نو میں قبول فرمایا ہے۔ اور بچے کا نام یونس احمد روحان عطا فرمایا ہے۔ جو مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب سابق بینک مینیجر MCB سرشمیر روڈ فیصل آباد کا نواسہ اور مکرم ڈاکٹر محمد ظفر احمد صاحب چک نمبر 278/H.R فورٹ عباس کا پوتا ہے۔

اسی طرح خاکسار کی دوسری ہمشیرہ مکرمہ ثوبیہ آفتاب صاحبہ اہلیہ مکرم آفتاب سلیم صاحب کو مورخہ 16 نومبر 2009ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچے کو تحریک وقف نو میں قبول فرمایا ہے۔ اور بچے کا نام ادیب احمد عطا فرمایا ہے۔ جو مکرم چوہدری مقصود احمد صاحب سابق بینک مینیجر ایم سی بی سرشمیر روڈ فیصل آباد کا نواسہ اور مکرم ڈاکٹر محمد سلیم صاحب صدر جماعت چک نمبر 327/H.R مروٹ کا پوتا ہے۔ احباب جماعت سے دونوں بچوں کی درازی عمر اور خادم سلسلہ ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

نکاح و تقریب شادی

۞ مکرم فرحان قریشی صاحب طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے خالہ زاد بھائی مکرم منصور احمد مرزا صاحب ابن مکرم مرزا ناصر احمد صاحب آف ٹورانٹو کینیڈا کے نکاح کا اعلان مکرمہ کوثر اقبال قریشی صاحبہ بنت مکرم ذکاء اللہ قریشی صاحب فیکٹری ایریا ربوہ کے ہمراہ مبلغ دس ہزار کینیڈین ڈالرز حق مہر پر مورخہ 2/اکتوبر 2009ء کو بمقام الرفیع بینکوئیٹ ہال ربوہ میں مکرم حافظ عبدالاعلیٰ صاحب نائب وکیل المال اول نے کیا اور اسی دن تقریب رخصتی عمل میں لائی گئی۔ اگلے دن دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا جس کے بعد مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نے دعا کروائی۔ مکرم منصور احمد مرزا صاحب مکرم مرزا اعظم بیگ صاحب مرحوم آف سندھ کے پوتے اور مکرم کیپٹن ڈاکٹر محمد رمضان صاحب کے نواسے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کیلئے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

درخواست دعا

۞ مکرم رانا سلطان احمد خان صاحب مینیجر ماہنامہ خالد وتشحیذ الاذہان تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے مکرم رانا عطاء القدوس صاحب ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں۔ فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے نیز ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ بابت ترکہ چوہدری یوسف علی صاحب مرحوم)

۞ مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ بنت چوہدری یوسف علی صاحب مرحوم نے درخواست دی ہے کہ میرے والد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ ان کے نام قطعہ 26/21 دارالرحمت شرقی الف ہے۔ یہ قطعہ ان کے وارثوں میں بحصص شرعی منتقل کر دیا جائے ورثاء کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

1۔ مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب بیٹا۔
2۔ مکرم مبشر احمد صاحب بیٹا۔
3۔ مکرمہ نصیرہ انجم صاحبہ بیٹی۔
4۔ مکرمہ سعیدہ سعدیہ صاحبہ۔ بیٹی۔
5۔ مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ۔ بیٹی

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس (30) یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو مطلع کرکے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

حضرت مولوی رحمت اللہ صاحب سنوری رفیق حضرت مسیح موعود

آپ حضرت مسیح موعود کے سرخ سیاہی کے شہرہ آفاق آسمانی نشان کے حامل بزرگ حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری کے فرزند ارجمند تھے۔

آپ ہجرت 1947ء کے بعد موضع ثابت شاہ متصل پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں تھے کہ 11 جنوری 1950ء پیغام اجل آ گیا نعش بذریعہ لاری ربوہ لائی گئی۔ حضرت مصلح موعود منتظر رہے کہ کوئی اطلاع دے تو جنازہ پڑھائیں مگر افسوس بیت الذکر میں اعلان تک کئے بغیر ان کی نماز جنازہ پڑھا دی گئی اور آپ سپرد خاک کر دیئے گئے اور حضور انور جنازہ میں شرکت نہ فرما سکے۔ ایک قدیم اور ممتاز (رفیق) کے لخت جگر کی نماز جنازہ کے بارے میں غفلت اور کوتاہی کا یہ ایسا افسوسناک مظاہرہ تھا کہ حضرت مصلح موعود نے اسے آئندہ نسلوں کی راہنمائی کے لئے پوری جماعت کے سامنے رکھنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ حضور نے 13 جنوری 1950ء کے خطبہ جمعہ کے شروع ہی میں اس ناقابل برداشت سانحہ کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

”پیشتر اس کے کہ میں خطبہ کے مضمون کی طرف توجہ کروں میں اس امر پر اظہار افسوس کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں یہاں ایک پرانے (رفیق) کا جنازہ آیا جس کے والد حضرت مسیح موعود کے قریب ترین (رفقاء) میں سے تھے اور آپ کے ایک بہت بڑے نشان کے حامل تھے لیکن یہاں کے کارکنوں نے ایسی بے اعتنائی اور غفلت برتی جو میرے نزدیک ایک نہایت شرمناک حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ جنازہ مہمان خانہ میں لایا گیا مگر کسی نے تکلیف گوارا نہ کی کہ وہ اس کی طرف توجہ کرے اور نہ ہی اس جنازہ کا بیت میں اعلان کیا گیا۔ میں دوسرے دن دوپہر تک انتظار کرتا رہا کہ کوئی مجھے اطلاع دے اور میں نماز جنازہ پڑھاؤں لیکن کسی نے مجھے اطلاع نہ دی جب درد صاحب آئے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ جنازہ کسی نے پڑھا دیا ہے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میری طرف سے یہ کہہ دیا گیا کہ میں بیمار ہوں اور جنازہ کے لئے باہر نہیں آسکتا اس لئے جنازہ پڑھا دیا جائے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں میں بیمار تھا اور باہر نہیں آسکتا تھا لیکن جب وصیت کا کاغذ میرے پاس دستخط کے لئے آیا تو ان کے تعلقات کی وجہ سے جو ان کے والد صاحب کے حضرت مسیح موعود سے تھے میں نے فیصلہ کیا کہ خود جنازہ پڑھاؤں مگر یونہی کہہ دیا گیا کہ میں نے جنازہ پڑھانے کی اجازت دے دی ہے حالانکہ مجھے اطلاع ہی نہیں دی گئی۔ میں کل دوپہر تک انتظار کرتا رہا۔ رات کو تو میں نے خیال کیا کہ مناسب نہیں سمجھا گیا کہ رات کو جنازہ پڑھا جائے اور کل دوپہر تک میں نے سمجھا کہ رشتہ داروں کے آنے کی وجہ سے دیر ہو ہی جاتی ہے۔ اس لئے شاید دیر ہوگئی ہو لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ جنازہ خود پڑھا دیا گیا ہے اور میری طرف سے یہ کہہ دیا گیا کہ میں بیمار ہوں اس لئے جنازہ کے لئے باہر نہیں آسکتا جنازہ پڑھا دیا جائے۔ میں نے یہ کیس ناظر صاحب اعلیٰ کے سپرد کر دیا ہے اور تمام ایسے آدمیوں کو جنہوں نے یہ حرکت کی ہے سرزنش کی جائے گی خصوصاً وصیت کا محکمہ بہت حد تک اس کا ذمہ دار ہے۔ میں جماعت کو بدقسمت سمجھوں گا اگر وہ اپنی تاریخ سے ناواقف ہو جائے۔

جو جنازہ آیا تھا وہ عبداللہ صاحب سنوری کے بیٹے کا تھا جو صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز کے بڑے بھائی اور مولوی عبدالرحیم صاحب درد (ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ) کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ مولوی عبداللہ صاحب سنوری کی ہستی ایسی نہیں کہ جماعت کے جاہل سے جاہل اور نئے سے نئے آدمی کے متعلق بھی یہ قیاس کیا جاسکے کہ اسے آپ کا نام معلوم نہیں۔ حضرت مسیح موعود کا وہ کشف جس میں کپڑے پر سرخ روشنائی ظاہری طور پر دکھائی دی مولوی صاحب اس نشان کے حامل اور چشم دید گواہ تھے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے وہ چھینٹے گرے اور پھر خدا تعالیٰ نے انہیں یہ مزید فضیلت بخشی تھی کہ ایک چھینٹا ان کی ٹوپی پر بھی آپڑا۔ گویا خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان میں اور ایسے نشان میں جو دنیا میں بہت کم دکھائے جاتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود کے ساتھ شامل تھے لیکن ان کے لڑکے کا جنازہ مہمان خانہ میں پڑا رہا مگر کسی نیک بخت کو یہ نہیں سوجھا کہ وہ (بیوت) میں اعلان کرے کہ فلاں کا جنازہ آیا ہے احباب نماز میں شامل ہوں“۔

پھر فرمایا:۔

”بہرحال ایسے کارکنوں کے خلاف مناسب اقدام کیا جائے گا اور انہیں سرزنش کی جائے گی لیکن چونکہ میں جنازہ میں شریک نہیں ہوسکا اس لئے نماز جمعہ کے بعد میں ان کا جنازہ پڑھاؤں گا“۔

چنانچہ حضور نے جمعہ کے بعد مولوی رحمت اللہ صاحب کا جنازہ پڑھایا اور اس طرح ہزاروں احمدیوں کو خلیفہ وقت کی اقتدا میں ایک اہم قومی و جماعتی فریضہ کی بجا آوری کا شرف حاصل ہوا۔

(تاریخ احمدیت جلد 14 ص 239)

پولیو سے بچاؤ کے قطرے

مورخہ 18 تا 22 جنوری 2010ء کو ربوہ سمیت پورے پاکستان میں پولیو کے قطرے پانچ سال تک کے بچوں کو پلائے جائیں گے محلّہ جات میں پہنچ کر ٹیمیں گھر گھر بچوں کو یہ قطرے پلائیں گی۔ والدین بھرپور تعاون کریں۔

درخواست دعا

مکرم نعیم احمد صاحب ابن مکرم ارشد علی خاں صاحب طاہر آباد شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری اہلیہ مکرمہ نابیہ نعیم صاحبہ کو گزشتہ پندرہ روز سے بخار ہے۔ علاج جاری ہے مگر افاقہ نہیں ہو رہا۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ نیز ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم محسن رضا بھٹی صاحب دارالفضل غربی طاہر ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی اہلیہ مکرمہ شبانہ ناز صاحبہ کی بائیں پنڈلی کی ہڈی میں گرنے کی وجہ سے فریکچر ہو گیا ہے۔ ڈاکٹروں نے پلستر لگا دیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ شافی خدا اپنی صفت شافی کے تحت میری اہلیہ صاحبہ کو شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرماتے ہوئے فعال زندگی سے نوازے۔ آمین

مکرم محمود احمد صاحب کارکن دفتر نمائش کمیٹی ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کا بیٹا عزیزم طیب محمود بعمر 6 سال گزشتہ دو یوم سے بخار اور پیٹ درد میں مبتلا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اسے صحت کاملہ وعاجلہ عطا کرے۔ آمین

مکرمہ عزیزہ بیگم صاحبہ بنت مکرم منشی نور الدین صاحب خوشنویس مرحوم اسلام آباد تحریر کرتی ہیں۔

میری پوتی فضہ نوید بنت مکرم نوید احمد صاحب مقیم لندن کے گردے خراب ہو گئے ہیں۔ لندن کے ہسپتال میں زیر علاج ہے ہر دو دن کے بعد اس کا ڈائیلسس ہو رہا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ شافی مطلق اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل اور رحم کے ساتھ اس بچی کو شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور صحت وتندرستی والی فعال اور خدمت دین کرنے والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

ربوہ میں طلوع وغروب 11۔جنوری	
طلوع فجر	5:41
طلوع آفتاب	7:07
زوال آفتاب	12:16
غروب آفتاب	5:25

نماز جنازہ

مکرم ودود احمد شرما صاحب فیصل آباد تحریر کرتے ہیں۔

میری والدہ محترمہ کنیز احمد صاحبہ زوجہ مکرم میجر (ر) عبدالحمید شرما صاحب مرحوم مورخہ 5 جنوری 2010ء کو کینیڈا میں وفات پا گئی ہیں۔ ان کی میت 11 جنوری 2010ء کو پاکستان پہنچے گی۔ 12 جنوری کو بعد نماز ظہر بیت مبارک میں نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ احباب جماعت سے مغفرت کیلئے درخواست دعا ہے۔

ضرورت خادم بیت الذکر

احمدیہ بیت الحمد گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں خادم بیت الذکر کی ضرورت ہے۔ دیانت دار اور محنتی خادم کی ضرورت ہے۔ فیملی کی رہائش کا انتظام ہے مناسب الاؤنس دیا جائے گا آنے سے قبل درج ذیل نمبر پر رابطہ کرلیں 0334-6400905,

046-3510905

(امیر جماعت احمدیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)

تریاق مثانہ کثرت پیشاب کی مفید دوا
چھوٹی -/200 بڑی -/400 روپے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434 -6211434

سکن اور موٹاپے کا کامیاب علاج یو ایس اے نیچرل ادویات سے کیا جاتا ہے
ناصر ہومیو کلینک اینڈ سٹور
کالج روڈ ربوہ بالمقابل جدید پریس ربوہ
0300-7713148

FD-10